

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مسؤلہ میں کہ ایک رنڈی قوم مسلمان کی لپٹے دارندہ سے (کہ وہ بندو تھا) کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک مسجد تیار کرواؤں، اگر تیری مہربانی سے ایک مسجد تیار ہو جائے تو تیری مجھ پر بڑی مہربانی ہوگی۔ اس بندو نے پاس خاطر رنڈی مذکور ایک مسجد تیار کروا دی اور اس کے حوالہ کر دی، اس رنڈی نے اس محلہ کے لوگوں سے کہا کہ یہ وقت ہے تم اس میں نماز پڑھا کرو مگر مسلمانوں نے بسبب فرمانے بعض علماء کے (کہ مال حرام سے جو جگہ تیار ہو، وہ مسجد نہیں ہو سکتی ہے اور کافر کا مسجد بنوانا شرعاً غیر مقبول ہے بنا برآں اس مسجد میں نماز کے کراہت جائز ہے اور ثواب مسجد کی نماز کا حاصل نہیں ہوتا ہے) اس مسجد میں نماز پڑھنے کو مکروہ تصور کرتے تھے، مگر جو ان تھے کہ کوئی صورت جواز صلوٰۃ بلا کراہت کی ظاہر ہو کہ کسی فاضل نے فرمایا کہ جب وہ مسجد بھی نہیں تو اس کو خرید لو اور وقت کر کے نماز پڑھو، پس اہل محلہ نے اس کو خرید لیا اور فرش، دیوار وغیرہ تحصیل بہ حال کر از سر نو مرمت کروائی اور ان کا زعم یہ تھا کہ اس عمل سے مسجد پاک ہو جائے گی اور نماز مشروع ہوگی، آیا اب اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہ، اور جائز ہے تو مسجد کا حکم اس پر درست ہو سکتا ہے یا نہ۔ بیٹو! تو جروا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

واللہ الموفق للصحیح الجواب جو مسجد مال حرام سے تیار ہو، وہ ملحق بمسجد ضرار ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جس مسجد کو کافر بنا دے وہ مسجد نہیں ہو سکتی یہی بہت صحیح و درست ہے۔ ”بہر وہ مسجد جو ریا اور سنانے یا خدا کی رضامندی کے بغیر کسی اور غرض سے یا مال حرام سے تیار کی جائے وہ مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔“ ”مشرکوں کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کافر رہتے ہوئے اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں“ یعنی یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ جمع بین المتنافیین کریں کہ ایک طرف تو خالص خدا کی عبادت کے لیے مسجد بنائیں اور دوسری طرف خدا کے ساتھ شریک کریں اور غیر اللہ کی عبادت کریں۔

مگر صورت مسؤلہ الصدر اس حکم سے خارج ہے کیونکہ وہ مسجد نہ مال حرام سے اور نہ کافر کی جانب سے تیار ہوئی ہے اس لیے کہ وہ معمر کافر اس مسجد کی تعمیر میں وکیل محض ہے وہ اپنی جانب سے مسجد کی تعمیر کروانا نہیں ہے بلکہ اس مزنیہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، پس معمر واقع میں وہی عورت ہے اور وہ فی الواقع اہل تعمیر ہے اس کی تعمیر اور وقت کرنا شرعاً درست ہے، کمالاً شخصی اور مال مصروف بھی شرعاً حرام نہیں ہو سکتا، کیونکہ جو مال کہ معصیت کے ساتھ مشروط ہوتا ہے وہ حرام ہے اور جو مال کہ غیر مشروط بالمعصیت ہو ہرگز حرام نہیں ہو سکتا چنانچہ عالمگیری کی جلد خامس، کتاب الکراہت صفحہ 132 مطبوعہ احمدی بلدہ شاہدہ میں مصرح ہے۔

امام محمد کہتے ہیں: کہ اگر نوحہ کرنے والی عورت یا طبلہ یا جاجانے والے نے اپنی اجرت مقرر کر کے لوگوں سے مال لیا ہو تو اس کو مال مالخوں پر واپس کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ گناہ کی مزدوری ہے اور اس کا علاج صرف اس کو ”واپس کرنا ہے اگر مالک اس کو معلوم ہوں تو ان کو واپس کر دے ورنہ وہ مال صدقہ کر دے اگرچہ اس صورت میں ان کو اصل مال تو نہ ملے گا لیکن اس کا ثواب ان کو پہنچ جائے گا۔“

پس وہ مسجد ملحق بمسجد ضرار ہرگز نہیں ہو سکتی اور نمازیوں کو ثواب بھی مثل اور مساجد کے حاصل ہوگا اگر وہ مزنیہ لپٹنے اس مال سے جو مشروط بالمعصیت کر کے حاصل کیا تھا تعمیر کرواتی تو لاجرم وہ مسجد ملحق بمسجد ضرار ہوتی اور احکام اس کے اس پر عائد اور وارد ہوتے۔ ہذا ما صحیح یعنی هذا المقام واللہ تعالیٰ اعلم، بحقیقۃ المرام۔ حررہ الراجی عفویریہ الخلاق محمد عبد العویاسحق رزقہ الرزاق علاوۃ الایمان فی الافاق مستم مدرسہ احمدیہ بلگام عفی عنہ۔ 2 جمادی الثانیۃ 1317ھ۔ صحیح جواب الحجیب۔ حررہ محمد عبد الباقیل عفی عنہ۔ الجواب صحیح۔ (سید محمد نذیر حسین)

فتاویٰ نذیریہ

جلد 01